عجلتیں

پروفیسر حافظ عبد الرزاق ایم۔ اے

ناشر

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

دار العرفان

پیش لفظ

تاریخ کے ہر دور میں یہ اصول متفق علیہ رہا کہ فن کی بات ماہر فن سے پوچھو جو وہ فیصلہ دے تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے قبول کر لو۔

دوسرا اصول جو اسی کا ضمیمہ ہے وہ یہ ہے کہ جس فن میں تمہارا علم تحقیقی نہیں محض تقلیدی ہے اس فن کی کسی بات پر مجتہد بن کر کوئی فیصلہ دینے کی حماقت ہرگز نہ کرو۔

مگر ہمارا المیہ یہ ہے کہ دین کا کوئی مسئلہ سامنے آئے تو چٹا ان پڑھ مسلمان بھی مجتہد بن کر اپنا فیصلہ سنا دے گا اور اس امر میں تاخیر برداشت نہیں کرے گا بلکہ نہایت عجلت سے یہ فرض ادا کرے گا۔ حالانکہ اصولاً اور عقلاً ہونا یہ چاہئے کہ دین کی ہر بات کے لئے کسی مستند عالم ربانی یا کسی مفتی کی تلاش کیجائے اور اس سے حتمی فیصلہ طلب کیا جائے۔

آئندہ صفحات میں جن سوالات کا ذکر کیا گیا ہے وہ سوالات ہی نہیں بلکہ کسی بر خود غلط شخص یا اشخاص کے وہ فیصلے ہیں جن میں اسی ذہنیت کے ساتھ فیصلہ دینے میں پوری عجلت سے کام لیا گیا ہے بلکہ فیصلہ دینے کے بعد نہایت پھرتی اور عجلت سے مشتہر کیا گیا ہے تاکہ فساد فی الارض میں کوئی کمی نہ رہنے پائے۔

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

چاہئے تو یہ تھا کہ جب کسی بزرجمہر کے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ حنفی، شافعی وغیرہ دین اسلام کے متوازی دین یا مذہب ایجاد کئے گئے ہیں تو کسی مستند عالم ربانی سے انکی حقیقت معلوم کر لی جاتی۔ مگر یہ صورت تو اس وقت اختیار کی جاتی ہے جب آدمی "اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ" کے لاعلاج مرض میں مبتلا نہ ہو۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ

ابو سعید چکوال

عجلتیں

چند سوالوں کے جوابات

سوال نمبر 1۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اہلحدیث کیوں؟ مسلم کافی نہیں هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔

جواب :۔ اصول دین ہے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ اللہ کی کتاب کا نام ہے قرآن حکیم جو عربی زبان میں ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت تو نبی ﷺ کے زندگی بسر کرنے کے طریقہ کا نام ہے وہ کہاں سے ملے گا؟ حضور اکرم ﷺ کے اقوال اور آپکے اعمال جو صحابہؓ نے بیان فرمائے سب کا مجموعہ حدیث کی کتابوں کی صورت میں موجود ہے اور وہ بھی عربی زبان میں ہے آدمی دیندار اور مسلمان صحیح معنوں میں اسی صورت میں بن سکتا ہے کہ قرآن وحدیث کی تعلیمات پر ایمان لائے اور ان پر عمل کرے۔ مگر عمل کرنے کیلئے ان تعلیمات کو سمجھنا ضروری ہے یعنی سمجھنا ذریعہ ہے اور عمل مقصد۔ اس مقصد تک پہنچنے کا جو ذریعہ ہے اس کے کئی درجے ہیں مثلاً :

1۔ عربی عبارت پڑھنا، اس کے پھر دو درجے ہیں اول وہ عبارت پڑھنا جس میں حروف پر حرکات وسکنات یعنی زیر زبر پیش وغیرہ لگے ہوتے ہیں یہ چند مہینوں میں پڑھنا آجاتا ہے اور قرآن کریم چونکہ اسی طرح لکھا جاتا ہے اس لئے چند برسوں میں قرآن کریم پڑھنا آجاتا ہے مگر حدیث کی عبارت بغیر حرکات وسکنات کے لکھی ہوتی ہے اسکو پڑھنے کیلئے عربی گرائمر صرف ونحو میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہے اور اس میں کئی برس لگ جاتے ہیں۔

2۔ عربی الفاظ کے معنی جاننا۔

3۔ عربی عبارت کا مفہوم سمجھنا۔ یہ تینوں مراحل طے کرا کے وہ سب کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جو قرآن وحدیث کی تشریح میں لکھی گئی ہیں اور یہ کتابیں جن میں زندگی کے وہ مسائل درج ہیں جو قرآن وحدیث سے اخذ کئے گئے ہیں یہ سارا تعلیمی کورس درس نظامی کہلاتا ہے اس کورس میں 16 علوم ہیں اور 60 کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور اس کیلئے کئی سال لگتے ہیں تو معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کو سمجھنے کیلئے کئی سال درکار ہیں تاکہ ان پر عمل کیا جاسکے۔ اب سوچئے کیا یہ ہر آدمی کیلئے ممکن نہیں۔ اگر نہیں اور واقعی نہیں تو ہر آدمی اسلام قبول کر کے دیندار کیسے بن سکتا ہے۔ تو اس عقدہ کا حل یہی ہے کہ جاننے والوں سے پوچھے اور اس پر عمل کرے۔

4۔ قرآن وحدیث سے رہنمائی حاصل کرنے کا یہ طریقہ سب سے اہم، سب سے مشکل اور سب سے ضروری ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ زندگی میں روز مرہ جو مسائل پیش آتے ہیں ان کا حل قرآن وحدیث سے اخذ کئے جائیں یہ ایک مستقل فن ہے جس کا نام ہے فقہ اور اس فن کا ماہر فقیہہ کہلاتا ہے اور یہ اتنا عظیم فن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ "فَقِيهٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ" یعنی اس فن فقہ کا ایک ماہر ہزار عبادت گزاروں سے بہتر ہے یہ فن اتنا مشکل ہے کہ اس کا ماہر صدیوں کے بعد کوئی ملتا ہے اور اس سے پہلے تینوں درجے اس کے محتاج ہیں یوں سمجھے کہ جو آدمی بھی دین پر عمل کر کے اسکی روشنی میں دیندار بن کر زندگی گزارنا چاہتا ہے وہ فقیہہ کا محتاج ہے اس سے رہنمائی حاصل کئے بغیر دیندار بن کر زندگی ہرگز نہیں گزار سکتا۔ لہٰذا اس کے بغیر چارہ نہیں کہ ہر آدمی کسی فقیہہ کی شاگردی اختیار کرے اور ایسا فقیہہ جو زندگی کے روز مرہ مسائل قرآن وحدیث سے اخذ کر سکتا ہو صدیوں بعد پوری دنیا میں کوئی ملتا ہے۔ تو اس کا حل صرف یہی ہے کہ ماضی میں جھانکئے، تاریخ اسلام میں ایسے

آدمی تلاش کرے۔ لیجئے اب آپ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ آپ سمجھ سکیں کہ حنفی شافعی وغیرہ نام کیوں؟ تو سنیئے:

صحابہؓ کے بعد تابعینؒ کا دور آتا ہے۔ اس دور میں اہل علم حضرات نے محسوس کیا کہ اب تو ایسے لوگ موجود ہیں جن کو صحابہؓ کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے قرآن و حدیث کی تعلیمات سمجھنے کی سعادت نصیب ہوتی رہی بعد میں کیا ہوگا۔ اس احساس کا اثر یہ ہوا کہ سب سے بڑے فقیہہ صحابی عبد اللہ بن مسعودؓ 52ھ کے شاگرد علقمہؒ 62ھ اور عبد اللہ بن عمرؓ 72ھ کے شاگرد نافعؒ 117ھ نے فقہاء صحابہؓ کی روایت قائم رکھی، ان دونوں شاگردوں نے فقہی سکول کھول دیئے۔ حضرت علقمہؒ نے جو سکول کھولا اس میں آگے چل کر امام ابو حنیفہؒ 180ھ اعلیٰ ترین فقیہہ تیار ہوئے اور حضرت نافعؒ نے جو سکول کھولا اس میں آگے چل کر امام مالکؒ 179ھ، امام شافعیؒ 204ھ اور امام احمد بن حنبلؒ 241ھ بہترین فقیہہ تیار ہوئے اور یہ چاروں اس خصوصیت کے حامل تھے کہ قرآن وحدیث سے روزمرہ زندگی کے مسائل اخذ کئے گئے۔ انکو تحریری صورت میں منضبط کیا گیا اور باقاعدہ کتابیں تیار ہوئیں جن میں وضاحت ہوئی کہ ان حضرات نے کونسے مسائل اخذ کئے اور کیسے کئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس کے بعد جس نے بھی دین پر مکمل طور پر عمل کرنے کیلئے دین سیکھنا چاہا وہ قرآن وحدیث کے سمجھ پیدا کرنے کے بعد زندگی کے روزمرہ کے مسائل جاننے کیلئے ان چار میں سے ہی کسی ایک کا شاگرد بنا۔ دیکھ لیجئے کہ یہ فن کتنا مشکل ہے اس فن کے آخری مسلمہ ماہر امام احمد بن حنبلؒ تیسری صدی ہجری کے ہیں اور آج پندرہویں صدی جارہی ہے مگر ان بارہ صدیوں میں اس پایہ کا کوئی ایک فقیہہ بھی دنیا بھر میں پیدا نہیں ہوا۔

ان چار حضرات میں سے امام ابو حنیفہؒ میں ایک خصوصیت ایسی پائی جاتی ہے

جو کسی اور میں نہیں ملتی۔ وہ یہ کہ امام ابو حنیفہ ؒ نے اس دور کے چالیس چوٹی کے علماء کی ایک کمیٹی بنائی تھی جس میں سر فہرست انکے دو شاگرد خاص ابو یوسف ؒ اور محمد شیبانیؒ تھے جب روز مرہ زندگی کا کوئی نیا مسئلہ قرآن و حدیث سے اخذ کیا جاتا وہ اس کمیٹی میں پیش ہوتا۔ کئی کئی دن اس پر بحث ہوتی رہتی تھی جب فیصلہ ہوتا ان دو میں سے کوئی لکھ لیتا اس طرح فقہ حنفی کی تدوین ہوئی۔

امام ابو حنیفہ ؒ کی ایک اور خصوصیت ہے جو دنیا میں شاید ہی کہیں ملے وہ یہ کہ عام مشاہدہ ہے اور تاریخی حقیقت ہے کہ کسی فن کے ماہرین اپنے دور کے کسی اہل فن کے کمال کے معترف نہیں ہوتے مگر امام ابو حنیفہ ؒ وہ ہستی ہے کہ ان کے دور کے دنیا بھر کے ماہرین فقہ بر ملا تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث کو سمجھنے اور حدیث کی پہچان اور ورع تقویٰ میں امام ابو حنیفہ ؒ کا کوئی ثانی نہیں۔ ان ماہرین کے نام یہ ہیں :

(1) امام محمد بن سیرین ؒ 110ھ (2) امام اعمش ؒ 147ھ (3) علی بن صالح ؒ 150ھ
(4) ابن جریج ؒ 150ھ (5) مغیرہ بن مقسم ؒ 156ھ (6) اسعد بن کدام ؒ 153ھ
(7) اوزاعی ؒ 157ھ (8) عبد العزیز بن ابی رواد ؒ 159ھ (9) شعبہ ؒ 160ھ
(10) داؤد طائی ؒ 161ھ (11) سفیان ثوری ؒ 161ھ (12) مالک بن انس ؒ 179ھ
(13) عبد اللہ بن مبارک ؒ 181ھ (14) حفص ؒ 195ھ (15) وکیع ؒ 196ھ
(16) سفیان بن عینیہ ؒ 198ھ (17) یحیٰ بن سعید ؒ 198ھ (18) امام شافعیؒ 204ھ

ان کا کہنا ہے کہ لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ ؒ کے عیال ہیں۔ (19) یحیٰ بن معین ؒ 233ھ۔ (20) احمد بن حنبل ؒ 241ھ۔ (21) ابو داؤد ؒ 275ھ۔

اب ہم اس مقام پر پہنچے ہیں کہ یہ معلوم کریں کہ لوگ اپنے آپ کو حنفی شافعی وغیرہ کیوں کہتے ہیں۔

جب یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنے کیلئے قرآن و حدیث کا سمجھنا ضروری ہے اور ہر آدمی اتنی اہلیت نہیں رکھتا کہ قرآن و حدیث کو سمجھ سکے اور ان سے زندگی کے مسائل اخذ کر سکے اور ہر دور میں کوئی ایسا فقیہہ بھی نہیں ملتا تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ماضی میں جھانکا جائے اور ایسا کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ماضی میں یہی چار حضرات اس پایہ کے فقیہہ نظر آئے۔ تو کسی نے امام ابو حنیفہؒ کو اپنا استاد بنا لیا کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات میں ان سے سیکھونگا اور اپنے استاد کی نسبت سے حنفی کہلایا کسی نے امام شافعیؒ کو اپنا استاد بنایا اور شافعی کہلایا اسی طرح کوئی اپنے استاد کی نسبت سے مالکی کہلایا کوئی حنبلی کہلایا یہ ایسے لوگ ہوئے جو فیملی ڈاکٹر کی اہمیت کے طبعاً قائل ہوئے۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہر زمانے میں اور ہر جگہ ملتے ہیں جو فیملی ڈاکٹر کی ضرورت کے قائل نہیں بلکہ اپنی پسند کا جو ڈاکٹر ملا اس سے علاج کرا لیا تو یہاں بھی یہی ہوا کہ کچھ لوگوں نے ان چاروں میں سے کسی کو اپنا استاد بنانے کی بجائے یہی درست سمجھا کہ اپنی پسند کا جو عالم قرآن و حدیث کا ماہر دیکھا اسی سے دین کی بات پوچھ لی انہوں نے اپنی شناخت کیلئے اپنا نام اہل حدیث رکھ لیا۔ یہ نام تو رکھ لئے مگر کیوں؟ اس کیوں کا جواب یہ ہے کہ یہ انسانی فطرت اور انسانی نفسیات کا مسئلہ ہے کہ آدمی کو اپنے استاد سے محبت ہوتی ہے اور اپنے استاد سے اپنی نسبت رکھنے اور ظاہر کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ نہیں بلکہ لوگ کسی عظیم علمی ادارہ سے اپنی نسبت رکھنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں جیسے علیگڑھ کالج میں پڑھنے والے علیگ کہلانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں اسی طرح عظیم شخصیتوں سے نسبت مثلاً صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی وغیرہ۔ تو اس

نسبت سے یہ تو نہیں ہوتا کہ انکی حیثیت ہی بدل گئی مسلمان تھے تو اس نسبت کی وجہ سے اب مسلمان ہی رہے۔ تو حنفی شافعی وغیرہ نام اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم قرآن حدیث کی تعلیمات اپنے ان استادوں سے حاصل کرتے ہیں اور بس۔

سوال نمبر 2۔ جب قرآن ایک ہے حدیث رسول وہی ہے تو انکی تعلیمات الگ الگ کیوں ہیں؟

جواب: اس سوال سے سائل کی انتہائی درجے کی سادگی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس سادگی کے جو معنی بھی آپ لیں بہر حال سادگی ہے۔ یہ تو ایک پیش پا افتادہ حقیقت ہے کہ ایک ہی نصاب ہوتا ہے مگر ہر استاد کا طرز تدریس مختلف ہوتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور نبی کریم ﷺ آخری رسول ہیں۔ آپکی لائی ہوئی شریعت کا کوئی حکم کوئی بات انسانی فطرت کے خلاف یا اس سے ہٹ کر نہیں ہوتی۔ اس لئے قرآن وحدیث کے متن کی مختلف تعبیریں ہونا عین فطرت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کا نمونہ خود پیش فرمادیا۔ حضور اکرم ﷺ نے صحابہؓ کی ایک جماعت کو بستی بنی قریظہ کی طرف بھیجا اور فرمایا "لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَه"۔ یعنی تم سب بستی بنی قریظہ میں جاکر ہی عصر کی نماز پڑھنا۔ اب ہوا یہ کہ انکے جاتے جاتے نماز عصر کا وقت تنگ ہونے لگا۔ سوچنے لگے کہ کیا کیا جائے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لازماً بستی میں جاکر عصر کی نماز پڑھنا۔ رائے میں اختلاف ہوگیا۔ کچھ لوگوں نے رستے میں نماز پڑھ لی۔ باقی حضرات نے کہا ہم تو بستی میں پہنچے بغیر نماز نہیں پڑھتے۔ بھلا یہ اختلاف کیوں ایک فریق نے حضور اکرم ﷺ کے الفاظ کی تعمیل کی دوسرے نے حضور اکرم ﷺ کے کلام کی روح کی تعمیل کی کہ حضور

اکرم ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اس رفتار سے چلنا کہ عصر کی نماز بستی میں جاکر پڑھو۔ جب ہم وہاں پہنچ نہیں سکے تو نماز اپنے وقت پر پڑھنا ضروری ہے۔ جماعت واپس آئی حضور اکرم ﷺ کے سامنے ماجرا بیان کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے دونوں کی تصویب فرمائی یعنی کسی کو غلط نہیں کہا۔ صاف ظاہر ہے کہ کلام ایک ہے تعبیریں دو ہیں۔ مگر ہر تعبیر کی تہ میں خلوص نیت سے حضور اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل کا جذبہ کار فرما ہے۔

دیکھتے نہیں کہ ماتحت عدالت میں ایک ملزم کو سزا سنائی جاتی ہے ہائی کورٹ اسے بری کر دیتی ہے کیا دونوں جگہ قانون مختلف ہیں نہیں بلکہ ہر عدالت میں قانون ایک ہی ہے۔ البتہ اسکی تعبیریں مختلف ہیں اور کسی تعبیر کو غلط نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح ان چار فقہاء نے بڑے خلوص سے قرآن وحدیث کی روشنی میں روزمرہ زندگی کے مسائل کا حل تلاش کیا ان میں اختلاف تعبیر کا اختلاف اور حنفی شافعی وغیرہ نام صرف اس بات کا اظہار ہے کہ میں قرآن وحدیث کی تعلیمات پر عمل کرنے کیلئے فلاں استاد سے پوچھا کرتا ہوں۔

سوال نمبر 3۔ کیا نبی کریم ﷺ حنفی تھے، شافعی تھے، مالکی تھے، حنبلی تھے یا اہل حدیث تھے؟

جواب:۔ یہ سوال جہالت کا شاہکار ہے۔ ایسے سائل سکہ بند گزنٹڈ جاہل ہوتے ہیں۔

(1) سائل کو سرے سے معلوم ہی نہیں کہ حنفی شافعی وغیرہ کسے کہتے ہیں۔ لو سنو! حنفی سے مراد یہ ہے کہ آدمی بتا رہا ہے کہ مسلمان ہونے کیلئے قرآن وحدیث کی تعلیمات پر عمل ضروری ہے اور میں عالم نہیں کہ قرآن وحدیث کو کما حقہ سمجھ

سکوں میں امام ابو حنیفہؒ کو اپنا استاد مانتا ہوں مجھے اسکے عالم وفقیہہ ہونے کا یقین ہے اور اس پر اعتماد ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کرنے میں میری صحیح رہنمائی کرے گا۔ میں اپنے استاد کے ساتھ اپنی نسبت رکھنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں اس لئے اپنے آپ کو حنفی کہتا ہے۔ اسی طرح باقی تینوں ناموں کی حقیقت ہے اور اہل حدیث کا نام یہ بتاتا ہے کہ میں ایک استاد کی بجائے یہ کرتا ہوں کہ جو اپنی پسند کا عالم ملے اسی سے پوچھ لیتا ہوں۔

(2) سائل کو اتنا بھی علم نہیں کہ وہ کیا پوچھ رہا ہے۔ لو سنو! وہ پوچھ رہا ہے کہ بتاؤ نبی کریم ﷺ قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا طریقہ امام ابو حنیفہؒ سے پوچھتے تھے یا امام شافعیؒ سے یا امام مالکؒ سے یا امام احمد بن حنبلؒ سے یا کسی اور عالم سے پوچھ کر عمل کرتے تھے۔ کہیئے اس سے بڑھ کر جہالت کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے۔

(3) سائل کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ نبی مطاع ہوتا ہے مطیع نہیں ہوتا۔ استاد ہوتا ہے شاگرد نہیں ہوتا۔ رہبر ہوتا ہے پیرو نہیں ہوتا۔ تو اس سوال کا صحیح جواب وہ ہے جو قرآن کریم نے سکھایا ہے کہ: "وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا"۔ یعنی اللہ کے بندوں کا ایک وصف یہ ہے کہ جب کوئی جاہل ان سے الجھنے کی کوشش کرے تو وہ اسے سلام کہہ کر اپنی راہ لیتے ہیں۔ یہ سلام وہی ہے جو پنجابی میں کہتے ہیں تینوں ست سلام۔ یعنی تو اس قابل ہی نہیں کہ تجھے منہ لگایا جائے۔

سوال نمبر 4۔ سنن ابو داؤد کی ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے 73 حصوں میں بٹ جانے کی پیش گوئی فرمائی ہے پھر فرمایا ان 73 میں سے 72 جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں اور آگے فرمایا" وَهِيَ الْجَمَاعَتْ" (اور وہ جماعت ہوگی) اس جنت میں جانے والی الجماعت سے مسلمانوں کے موجودہ فرقوں میں کونسا فرقہ مراد ہے پھر جماعتوں کے نام دیئے ہیں جو سیاسی جماعتوں کی طرح دینی جماعتیں کہلاتی ہیں جیسے جماعت اسلامی، تنظیم اسلامی، تبلیغی جماعت وغیرہ۔

جواب: سائل کو جاہل نہیں کہہ سکتے یہ لفظ وہ مفہوم ادا نہیں کر سکتا جو سوال کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے البتہ جہل مرکب کا عمدہ نمونہ کہہ سکتے ہیں سچ کہا کسی نے:

آنکس کہ نہ داند وبداند کہ بداند
در جہل مرکب ابد الدھر بماند

سنن ابو داؤد کی جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں وَهِيَ الْجَمَاعَةُ کا جملہ ہے اور لطف یہ کہ 29 سیاسی جماعتوں کے نام لکھ کر سوال کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ان فرقوں میں سے کونسا فرقہ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ ہے۔ سبحان اللہ اس کو کہتے ہیں مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ اول مذکورہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ترمذی میں جو بیان کی گئی اس میں وَهِيَ الْجَمَاعَةُ کی نشاندہی کردی گئی ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً" "وَّاحِدَةً"۔ یعنی ابو داود میں جسے وَهِيَ الْجَمَاعَةُ کہا گیا یہاں مِلَّةً وَّاحِدَةً کہا گیا مگر آگے ہے " قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه"۔ یعنی صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ مِلَّةً

وَاحِدَۃ کونسی ہے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے کسی جماعت پر یہ لیبل نہیں لگایا بلکہ اس مِلَّة وَاحِدَۃ یاھِیَ الْجَمَاعَۃ کی پہچان بتادی، فرمایا: "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی"۔ یعنی اسکی پہچان یہ ہے کہ اسکی عملی زندگی اس کے مطابق ہو جس روش پر میری زندگی ہے اور میرے صحابہؓ کی زندگی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ جماعت جو جنت میں جانے والی ہے وہ صرف پاکستان کی سیاسی یا دینی جماعتوں میں سے کوئی جماعت نہیں بلکہ ان جماعتوں میں سے اور ان سے باہر اور دنیا بھر میں بسنے والوں میں سے جو بھی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی کے مطابق ہوگا وہ مِلَّة وَاحِدَہ ہے خواہ کوئی مشرق میں بستا ہو خواہ مغرب میں۔ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی کے مطابق ہو وَھِیَ الْجَمَاعَۃ ہے وہی مِلَّة وَاحِدَہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سائل اتنا سادہ ہے کہ اسکو یہ بھی پتہ نہیں کہ مذہب کیا ہوتا ہے اور فرقہ کسے کہتے ہیں اسے کون بتائے کہ ان جماعتوں کی حیثیت یہ ہے جیسے مختلف شہروں میں یا ایک بڑے شہر میں مختلف ناموں سے سکول یا کالج ہوتے ہیں جیسے اپنے صوبے میں دیکھ لو۔ مگر ان سب میں نصاب ایک ہی ہوتا ہے۔ بورڈ یا یونیورسٹی بھی ایک ہے اور سند یا ڈگری جو ملتی ہے وہ بھی ایک ہی ہوتی ہے اسی طرح جن جماعتوں کے نام سائل نے لکھے ہیں یہ مختلف سکول ہیں جن میں ایک ہی نصاب ہے یعنی قرآن وحدیث۔ ہاں جس جماعت کا نصاب وہ قرآن وحدیث نہیں جو روز اول سے مسلمانوں میں ملۃ اول وہ جماعتیں ایسی ہیں جیسے جعلی سکول یا بھوت سکول ہیں جعلی سکے بھی تو ملک میں چلتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہ مذاہب یا فرقے نہیں بلکہ مختلف سکولوں کی مانند سمجھئے۔ اگر محض لیبل سے وَھِیَ الْجَمَاعَۃ

کا فیصلہ معتبر ہو تو یہ کام بڑی آسانی سے یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پھتو مراثی اپنی برادری اکٹھی کر کے باہر بورڈ لگا دے اَلْجَمَاعَة، تو کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ یہی وہ جنت میں جانے والی جماعت ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ کسی فرد یا جماعت کو جنت میں بھیجنے کا کام سائل یا اس کی برادری کا نہیں یہ فیصلہ تو اللہ کریم نے کرنا ہے اور اس نے لیبل نہیں دیکھنے وہ تو اعمال دیکھے گا جس کے پاس مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِی کی دولت ہو گی جنت میں داخلہ مل جائیگا اور وہ بھی پاکستان کی 29 جماعتوں کیلئے اور پندرہویں صدی کیلئے نہیں ہو گا بلکہ قیامت تک اور دنیا بھر میں بسنے والوں میں سے جس کے پاس یہ دولت ہو گی وہ الجماعة یا ملة واحدہ کا فرد شمار ہو گا اور جس کے پاس یہ دولت نہیں ہو گی اسے استاد امام دین کے مشورہ پر عمل کرنا ہو گا کہ :

اگر سیٹ جنت میں ملتی نہیں ہے   تو پھرتی سے دوزخ میں وڑمام دینا

سوال 5۔ اصول دین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: " اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَآءَ "(الاعراف)۔ ترجمہ: اس چیز کی پیروی کرو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو۔ اس آیت کی رو سے مذاہب خمسہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اہل حدیث مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ کو چھوڑ کر دوسرے ولیوں کی پیروی نہیں؟

جواب۔ اول تو آیت کا ترجمہ اردو ادب کا شاہکار ہے قرآن کریم کے متعدد اردو تراجم ملتے ہیں جو اہل زبان مستند علماء نے کئے ہیں یہ ترجمہ کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ پھر اتباع

کا سلسلہ فقہی مکاتب فکر کے ساتھ جوڑ کر انھیں دین سے خارج کرنے کی مہم اس پر مستزاد ہے۔ قرآن کریم میں بنیادی طور پر دو کام کرنے کا حکم ہے ایک ہے اطاعت دوسرا اتباع۔ ان دونوں احکام کا بار بار ذکر آتا ہے۔ اطاعت صرف اللہ کی مگر اللہ کی اطاعت میں رسول اکرم ﷺ کو ساتھ رکھا بلکہ رسول کی اطاعت ہی کو اللہ کی اطاعت قرار دیا۔ فرمایا "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔" اتباع سنت رسول کا، مگر رسول کریم ﷺ نے اتباع میں اپنے صحابہؓ کو ساتھ رکھا۔ فرمایا: ناجی جماعت کی علامت مَاۤ اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ۔ اور یہ جو اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ .... پیش کی گئی ہے کاش اسے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہوتی۔ آؤ دیکھیں۔

(1) "مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ" میں ارشاد ہے "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ .... الخ"۔ یعنی اے میرے نبی اعلان کر دے کہ لوگو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ یعنی حضور اکرم ﷺ کے اتباع کے بغیر اللہ سے تعلق ممکن ہی نہیں۔

(2) "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا. ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔" یعنی ایمان میں سبقت لیجانے والے مہاجرین اور

انصار اور سچے دل سے ان کا اتباع کرنے والے ایسے لوگ ہیں کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کیلئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ گویا صحابہؓ کا اتباع ہی دراصل نبی کریم ﷺ کا اتباع ہے جبھی تو حضور اکرم ﷺ نے مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ فرمایا۔ اس آیت کے ساتھ اس حدیث کو ملا لو کہ "اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ" یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں (کوئی زیادہ روشن کوئی کم مگر روشن سب) ان میں سے تم جس کا اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے: تو حقیقت اور نکھر جائے گی۔

(3) مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ میں ہے وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ یعنی اتباع کر اسکی راہ کا جو میری طرف رجوع ہوا۔ لو اب دیکھ لو کہ حنفی شافعی وغیرہ کا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ کے ساتھ کیا اور کتنا تعلق ہے۔

ہاں یہ یاد رہے کہ اطاعت اور اتباع میں کچھ فرق ہے۔ حکم ملے اسکی تعمیل کر دینا اطاعت ہے مگر اتباع کیلئے حکم ملنے کا سوال نہیں بلکہ جس کا اتباع کیا جائے اسکی پسند کے ہر کام اور ہر بات کو پسند کرنا اور اپنانا اور اسکی ناپسند کے ہر کام کو ترک کرنا اتباع کہلاتا ہے اور یہ محبت کے بغیر ممکن نہیں گویا اتباع اور محبت لازم ملزوم ہیں۔ ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ اس دور کے کچھ ایسے بزرجمہر مسلمانوں کی دینی رہنمائی کیلئے میدان میں آگے ہیں جنکا عقیدہ یہ ہے کہ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ کا حقیقی مطلب وہ نہیں سمجھ سکا جس پر یہ صحیفہ نازل کیا گیا اسکا حقیقی مفہوم صرف ہم سمجھتے ہیں اگر یہ ایمان

ہوتا کہ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ کا حقیقی مفہوم وہی جانتا ہے جس پر یہ کتاب نازل ہوئی تو اس سے پوچھتے کہ اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ کا کیا مطلب ہے؟ آؤ ذرا اس سے تو پوچھیں۔

(1) ارشاد فرمایا: "عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃُ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْن"۔ تمہارے لئے لازمی ہے میری روش پر چلنا اور خلفاء راشدین کی روش پر چلنا۔

(2) ارشاد فرمایا: "اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ"۔ یعنی میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کا اتباع کرنا۔

(3) ایک فرمان تو گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ"۔ یعنی ہدایت یافتہ اور جنت کی حقدار وہ جماعت ہوگی جو اس روش پر چل کر زندگی گزارے گی جس پر میں اور میرے صحابہ چلتے ہیں۔

(4) ارشاد فرمایا: "اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ" یعنی میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کسی کا اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے

اللہ کے رسول نے تو اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ .... کی یہ ساری صورتیں بتائی ہیں۔ اب مسلمان تمہارا اتباع کریں یا انکے رسول ﷺ کا۔

*****